بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

یداللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

لاجماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ: حافظ عاصم ارباز روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک 12 رجب 1431ھ 25 جون تا یکم جولائی 10ء | شمارہ 25 | فون 7656730 فیکس 7659847

سبق پھر ملا ہے معراج مصطفیٰ سے مجھے!

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بر کنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ہو السمیع البصیر o [بنی اسرائیل: ۱] ''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جس کے گرد ہم نے برکتیں بھی رکھی ہیں، تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔''

برادران! واقعہ نہایت مشہور ہے جسے نبی کریم ﷺ کا معجزہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ علماء کرام اس واقعہ کو بڑے جوش و خروش سے بیان تو کرتے ہیں لیکن اس کے اندر جو حکمت عملی کا سبق دیا گیا ہے اسے بھول جاتے ہیں۔ دراصل اس واقعہ میں من گھڑت حقائق و واقعات کا رد اور عقیدہ توحید کی اصلاح مقصود ہے۔ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مختار کل ہیں، ہر جگہ حاضر ناضر ہیں، علم غیب جانتے ہیں۔

☆ حالانکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: ﴿ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا o الا ان یشاء اللہ﴾ ''اور ہرگز کسی کام کے متعلق یہ نہ کہنا کہ اسے کل کر لوں گا بلکہ یہ کہنا کہ جو اللہ چاہے'' معلوم ہوا کہ رسول اللہ جو عمل بھی کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور رضا سے ہوتا تھا۔

☆ نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناضر بھی نہ تھے اگر رسول اللہ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں تو مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک لے جانے کی کیا ضرورت اور کیا معنی کیونکہ وہ تو پہلے ہی موجود تھے، حاضر ناضر کہنے والوں کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں 1۔ ''حضرت بھی ہیں یہاں موجود'' 2۔ کچھ کہتے ہیں ''کھڑے ہو جاؤ حضرت تشریف لے آئے ہیں، یعنی پہلے نہیں تھے 3۔ اور کچھ کہتے ہیں'' اے باد صباء میرا اسلام کہنا'' یعنی صرف قبروں میں زندہ ہیں۔

☆ نبی ﷺ عالم الغیب بھی نہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھانا چاہتے تھے'' اگر عالم الغیب ہوتے تو پھر وہ تو تمام واقعات پہلے ہی جانتے تھے، پھر حضور کو اپنے پاس بلانے کی اللہ تعالیٰ کو آخر کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ قرآن پاک میں ہے: ﴿فقل انما الغیب للہ﴾ ''اے پیغمبر ﷺ کہہ دو کہ غیب کا علم تو اللہ کے پاس ہے'' ﴿وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو﴾ ''اور اللہ کے پاس غیب کی چابیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا'' اگر نبی ﷺ غیب جانتے ہوتے تو پھر معراج پر بلانے کی آخر کیا ضرورت تھی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

درسِ حدیث

حافظ عمران ظہور

ہمیں بننا تو ایسا چاہیے!

عن ابی موسی عن النبی ﷺ قال المؤمن لمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا ثم شبک بین اصابعه. [الصحیح للبخاری ج۲ ص ۸۹۰]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: "مومن، مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک دی یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مضبوطی سے جوڑا۔

نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامینِ مبارکہ میں سے ایک فرمانِ عالیشان اس روایت میں بیان کیا گیا ہے، یہ فرمان امتِ مسلمہ کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تحفظ، بقاء اور سالمیت کے لیے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ایک مجرب نسخے کی حیثیت رکھتا ہے اگر صحیح معنوں میں ان الفاظ کو زندگی کا جزو لازم بنالیا جائے تو مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عزت، حکومت اور ہیبت دوبارہ واپس آسکتی ہے

باہمی اتحاد و اتفاق ہمیشہ اسلام کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ ہجرت کے بعد مواخاتِ مدینہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر اسلامی احکامات پر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو بہت سارے احکامات مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی طرف بلاتے ہیں۔ مثلاً باجماعت نماز، خطبہ جمعہ، حج کی ادائیگی، صلہ رحمی، ایثار، افشائے اسلام: غمرہ ان احکامات کا فلسفہ باہمی اتحاد ہے اور اسی طرح اسلام کے ممنوع احکامات بھی اسی وجہ سے منع ہیں، کیونکہ وہ باہمی اتحاد کو توڑتے ہیں۔ مثلاً غیبت، حسد، چغلی، جدل و قتال، گالی گلوچ، اسلامی حکومت کی بغاوت وغیرہ یہ سب اتفاق و اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

اس حدیث میں بھی اتفاق و اتحاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مومن کی حقیقی صورت پیش کی گئی ہے کہ مومن وہ ہے جو دوسرے مومن کے لیے ممد و معاون ثابت ہو سکے۔ اپنے مومن بھائی کو مضبوط کرے اور اسے گرنے نہ دے۔

مگر صد افسوس! آج ہم مسلمانوں نے اس فلسفے کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ ایک مومن دوسرے مومن کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار نہیں۔ الا ماشاء اللہ اور ہمارے اتحاد و اتفاق کی یہ بگڑی ہوئی صورتحال ہے کہ پوری دنیا میں تقریباً 55 اسلامی ممالک ہیں لیکن ایک دوسرے کا احساس نہیں۔

چلو خیر اس بات کو چھوڑیں ایک ملک کے رہنے والے مسلمانوں کا آپس میں تعاون، اتفاق و اتحاد دکھائی نہیں دیتا۔ دور نہ جائیں اپنے ملک کو ہی دیکھ لیں۔ لسانی، سیاسی اور صوبائی اختلافات حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کے درمیان ایک بار پھر اتفاق و اتحاد کی فضا قائم فرمائے اور ہمیں ایسا بنا دے جیسا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرمانِ عالیشان میں بیان فرمایا ہے۔ آمین

اللھم صل وسلم علی نبینا محمد.

☆............☆............☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 25
12 رجب ☆ 1431ھ
25 جون ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	8
واعدوالھم	11
آہ! حافظ محمد داؤد	13
پرویز کسرٹی سپر پاور کا زوال	14
آزادی یا پستی	18

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث"، رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

مولانا عبداللطیف حلیم

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی

ملک پاکستان کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں! بیرونی طاقتیں ہمارے ملک کی طرف آہستہ آہستہ یوں بڑھ رہی ہیں کہ ملکی سلامتی خطرے میں پڑ چکی ہے۔ بطور خاص بھارت اور امریکہ "دہشت گردی" کا نام لے کر ایک طرف پاکستان کی ساکھ عالمی سطح پر بری طرح متاثر کر رہے ہیں اور دوسری طرف پاکستان میں بدامنی پھیلانے کے لیے کہیں بلیک واٹر اور کہیں را ایجنسی کے خفیہ آدمی پھیلا رکھے ہیں۔ طالبان کو اسلحہ امریکہ دیتا ہے تا کہ ملک پاکستان میں بدامنی کو فروغ دیا جائے اور پاکستان کے ایٹمی پلانٹ پر قبضہ کیا جائے۔ ملکی مسائل اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ حکمران بوکھلا گئے ہیں حالات پر قابو پانا حکمرانوں کے بس میں نہیں رہا۔ قومی اسمبلی کی رپورٹ کے مطابق 2 سال میں 7000 ہزار خودکشیاں ہوئیں، لوگ بھوک اور افلاس سے تنگ آ کر زہر پی لیتے ہیں، کوئی ٹرین کے نیچے کود جاتے ہیں، کوئی پھندے سے جھول جاتے ہیں، ان تمام لوگوں کے ذمہ دار کون ہیں؟

مسلم لیگ، ہم خیال کی کشمالہ طارق نے کہا 2008 سے اب تک 7 ہزار افراد بھوک و افلاس سے خودکشیاں کر چکے ہیں۔ ہم سب کے ہاتھ خون میں رنگے ہوئے ہیں، وزیر داخلہ ان ہلاکتوں پر پورے ایوان کے خلاف مقدمہ درج کروائیں کیونکہ ہم سب افراد ان کے قاتل ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے۔ جس ملک کے حکمرانوں کا روزانہ کا خرچہ 15 لاکھ ہو انہیں غریب کب نظر آئیں گے؟ اور جو گورنر سوا کروڑ کی گاڑی کے خواب دیکھ رہے ہیں انہیں غریبوں کی زندگی سے کیا سروکار ہے؟ خودکشی کرنے والوں کی فہرست میں اکبر نامی رکشہ ڈرائیور بھی حال ہی میں خودکشی کر گیا۔

وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے اس کے اہل خانہ کو 10 لاکھ روپے دیے۔ 10 لاکھ لینے کے لیے مرنا ضروری ہو گیا ہے، کوئی زندگی میں کسی کے کام نہیں آتا ہے۔ بوریوالہ میں پھاٹک اس وقت لگا جب 9 بچے اپنے خون میں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ ظالم وزیر ریلوے غلام احمد بلور نے کہا جو بچہ ریل کے سامنے آئے گا کچلا جائے گا، ریل کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔

ایسے ہی رانا ثناء اللہ وزیر پنجاب نے کہا کہ خودکشی نہیں یہ گھریلو جھگڑے کا شاخسانہ ہے۔ اسی طرح وفاقی وزیر اطلاعات قمر الزمان کائرہ نے بھی خامہ فرسائی کی کہ حکومت مہنگائی کم نہیں کر سکتی جو لوگ کفالت نہیں کر سکتے وہ اپنے بچے بیت المال کے حوالے کر دیں۔ حکومت اور مال کی ریل پیل میں یہ وزیر اندھے ہو جاتے ہیں۔ حکمران اور اشرافیہ کو عیاشی اور کرپشن سے فرصت نہیں، ایسی جمہوریت پر لعنت ہے جہاں لوگ فاقوں مر رہے ہوں جمہوریت کو بچانے والے اپنے ووٹرز کی جانیں نہیں بچا سکتے

ہمارے ملک میں حکومت صرف کرپٹ اور غریب دشمن حکومتیں ہوتی ہیں اربوں روپے کے قرضے اور کھربوں روپے کی امریکی امداد لینے والے سوچیں کہ خودکشی کرنے والے کے قاتل کون ہیں؟ ادھر لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور حکمران پارٹی کو ہر وقت اپنی حکومت بچانے کی پڑی رہتی ہے "بابر اعوان" وزیر قانون کہتے ہیں کہ پی پی کی قیادت کے خلاف سازش ہمیشہ پنجاب سے تیار ہوئی، مڈٹرم الیکشن کے خواب دیکھنے والے ہمیشہ مایوس رہیں گے۔ خودکشیوں کے علاوہ دیگر حالات بھی قابو میں نہیں رہے۔ مہنگائی بہت زیادہ ہو چکی ہے، معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ ریلوے کے کرایوں میں 15 فی صد اضافے کی سمری حکومت کو بھجوادی گئی ہے۔ یکم جولائی سے بجلی ساڑھے سات فیصد مزید مہنگی کرنے کا حکومتی پروگرام ہے جو غریب اپنی دو وقت کی روٹی پوری نہیں کر سکتا وہ اتنی مہنگی بجلی کا بل کہاں سے پورا کرے گا۔ بجلی اور گیس کے بحران نے صنعتی شعبے کی کمر توڑ کر رکھ دی اور وفاقی وزیر برائے پانی بجلی راجہ پرویز اشرف کے اعلان کے باوجود کہ اس سے معیشت کو سالانہ 240 ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ حیرت انگیز طور پر توانائی کے اس سنگین بحران کا بجٹ تقریر میں ذکر تک نہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت ملک کو تباہی سے بچانے میں بہت غیر سنجیدہ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر گھریلو اشیاء کی مثلاً سبزیاں، دالیں، آٹا، چینی گھی وغیرہ کی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ آئے روز نئی قیمتیں ہوتی ہیں، کس قدر زیادتی کی بات ہے۔ نیٹو افواج کو پٹرول تقریباً 43 روپے لیٹر فراہم کیا جائے (جبکہ امریکہ ہماری جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی فروگزاشت نہیں کر رہا) اور پاکستان کے باسی کو پٹرول تقریباً 65 روپے دیا جائے۔

بدامنی کی حالت ہے کہ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ جاری ہے آئے روز کئی لوگ مر رہے ہیں اور ان کا خون کراچی کی گلیوں میں بہتا ہے۔ یہ حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو چکا ہے۔ بدامنی کے مزید واقعات درج ذیل ہیں۔

☆ شیر اکوٹ ائیر فورس کے ملازم کے گھر ساس، بہو کو قتل کر دیا گیا۔

☆ لبرٹی مارکیٹ میں لطیف کھوسہ کی اہلیہ 20 لاکھ سے محروم۔

☆ اکلوتے ڈاکو نے فقیر بن کر گھر لوٹ لیا۔

☆ شہر سے چار کاریں اور چار موٹر سائیکلیں چوری۔

☆ طلائی زیورات، نقدی، موبائل فونز اور دیگر قیمتی سامان اسکے علاوہ ہے

☆ بدامنی کی یہ حالت ہے کہ جو گھر سے نکلتا ہے اسے امید نہیں ہوتی کہ زندہ گھر لوٹوں گا یا نہیں؟

☆ ڈاکوؤں اور چوروں کو وہ سزا نہیں ملتی جو دوسروں کے لیے عبرت بنے۔

بلکہ بعض ڈاکوؤں کی سرپرستی کرنے والے ہمارے حکمران اور ملک کی پولیس ہے۔ جہاں "سادھ" راہزنوں کے حمایتی بن جائیں وہاں جرائم کیسے رکیں گے اور بدامنی کیسے ختم ہوگی؟ کیونکہ جمہوریت میں یہی کچھ ہوتا ہے اور یہ تمام کچھ جمہوریت کا نام لیوا لوگوں کی وجہ سے ہی ہو رہا ہے اور جمہوری حکمرانوں سے یہی توقع ہے

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے بھول ہوئی ہے

کاش اسلام کا نفاذ ہو، خلافت و امارت کا نظام ہو، مجرم کو شریعت کے مطابق سزا ملے تو یقیناً ملک امن کا گہوارہ بن جائے۔ اے اللہ ہمیں ایسے حکمران عطا فرما جو ملک میں اسلام کا نفاذ کریں اور ایسے ظالم حکمرانوں سے ہمیں نجات عطا فرما۔ آمین

بقیہ: آزادی یا پستی

اللہ سبحانہ نے پیارے حبیب ﷺ کی زبان سے کہلوا کر رہتی دنیا تک امت مسلمہ پر اپنا مسلمہ اصول واضح کر دیا۔ چاہے کوئی علم و تقویٰ کی وجہ سے کتنا صاحب ذی وقار ہو، کثرت نوافل کی وجہ سے اس کی پیشانی پر محراب بنا ہو، اس کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر کفار اسلام قبول کر لیں اور مسلمان گناہوں سے توبہ تائب ہو جائیں، یا میدان جہاد میں دیوانہ وار کود پڑیں، چاہے مسلمانوں کے منتخب متفقہ قرارداد منظور کر لیں، حتیٰ کہ ملت اسلامیہ ریفرنڈم کی بنیاد پر اکٹھی ہو جائے لیکن رب کے نازل کردہ نظام میں رد و بدل نہیں کر سکتے۔ جب رحمت کائنات ﷺ رب کے نازل کردہ حلت و حرمت کے احکام میں ترمیم کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کی کیا حیثیت؟ شہد نہ کھانے کے واقعہ کی یہی حکمت الٰہی تھی۔ دانش وروں کو دعوت فکر ہے کہ ایسا نظام جس میں حلت و حرمت کے احکام کا نفاذ عوام کی مرضی کی محتاج ہو اور عوام کے منتخب نمائندے رب کے نازل کردہ حلت و حرمت اور جرم و سزا میں ترمیم کرنے کا اختیار رکھتے ہوں تو ایسے نظام سے شریعت کے نفاذ کی توقع رکھنا اور خیر و برکت کے نزول کی امید رکھنا سراسر غیر دانش مندانہ فعل ہے۔

☆..........☆..........☆

مفتی عبیداللہ خاں عفیف

عقیدہ توحید اور اس کی اقسام

(قسط نمبر:2)

2۔توحید الاسماء والصفات:

یعنی یہ اقرار کہ تمام صفات علیا اور اسماء حسنیٰ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کے لیے ہی ہیں۔

الشیخ سلیمان ارقام فرماتے ہیں:

وهو الاقرار بان الله بكل شيء عليم، وعلى كل شيء قدير، وانه الحي القيوم الذي لا تأخذه سنة ولا نوم، له المشيئة النافذه والحكمة البالغة وانه سميع بصير، رؤف رحيم، على العرش استوىٰ وعلى الملك احتوىٰ وانه الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتكبر سبحان الله عما يشركون.

توحید الاسماء والصفات کا معنی یہ کہ اقرار کرنا کہ ہر چیز کو جانتا ہے اور ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ ایسا حی اور قیوم ہے کہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کا ارادہ نافذ ہے اور اسی کی حکمت کارفرما جاری ساری ہے وہ سمیع اور بصیر ہے، رؤف اور رحیم ہے، عرش پر مستوی ہے اور اپنے ملک کو قابو میں رکھنے والا ہے، وہ دنیا کا بادشاہ ہے، پاک ہے سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، سب کی نگہبانی کرنے والا ہے، سب پر غالب ہے، سنوارنے والا، بہت بڑائی والا، جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے۔

ملحوظہ:

توحید الاسماء والصفات کے اقرار سے انسان اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا جب تک اس کے دونوں لوازم توحید ربوبیت اور توحید الوہیت (عبادت) پر ایمان نہ لائے۔ ان دونوں کا ہونا ازبس ضروری اور ناگزیر ہے، کیونکہ قطع نظر چند ایک کے کفار مکہ کو بھی توحید الاسماء والصفات کا اقرار تھا۔ جن سے اللہ کی صفت الرحمٰن کا انکار مذکور ہے تو انہوں نے رحمٰن یمامہ کے ساتھ عناد کی وجہ سے انکار کیا تھا۔ اللہ کی دوسری صفات کا انکار ان سے مذکور نہیں۔

چنانچہ دور جاہلیت میں ایک شاعر اللہ کی صفت الرحمٰن کا ذکر یوں کرتا ہے۔

مایشاء الرحمن یعقد ویطلق

دوسرا کہتا ہے۔

الا قضب الرحمان ربی یمینها

زہیر کہتا ہے۔

لا تکتمن الله ما فی نفوسکم
یخفی ومهما یکتم الله یعلم.

لہٰذا یہ توحید بھی رسول اللہ ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان باعث نزاع نہ تھی۔ اس لیے یہ توحید بھی دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے کافی نہیں۔

توحید الوہیت یا عبادت:

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے اس عنوان پر اہم ترین بات یہ ہے کہ توحید ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات کے ہوتے ہوئے انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ جب تک اسے توحید الوہیت پر ایمان نصیب نہ ہو جائے۔ کیونکہ توحید ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات پر اہل مکہ بھی ایمان رکھتے تھے۔ اس لیے جو چیز نزاع کا باعث بنی وہ توحید الوہیت تھی اور سابقہ انبیاء اور ان کے مخاطبین کے درمیان جو چیز اصل محل نزاع رہی وہ توحید الوہیت ہی تھی۔ کیونکہ اس توحید کا تعلق بندوں کے ان افعال سے ہے جو کہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے مختص ہیں۔ مثلا...... دعا، قیام، رکوع سجدہ، توکل، امید وخوف، رغبت، انابت، رجوع، محبت، نذر اور قربانی وغیرہ یہ سارے کے سارے اعمال عبادت ہیں اور اللہ عزوجل کے لیے خاص ہونے چاہیے اور ان میں پیروی بھی رسول اللہ ﷺ ہی کی ہونی چاہیے۔ یہی توحید الوہیت ہے اس کو توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے۔

الشیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب۔ اس توحید الوہیت کی شرح میں فرماتے ہیں:

توحيد الاليهية المبنى على اخلاص التاله تعالىٰ من المحبة على اخلاص العبادات كلها ظاهر وباطنها لله وحده

لاشریک له لایجعل فیها شیأ لغیره لا لملک مقرب و لا لنبي مرسل فضلا عن غیرها . [تیسیر العزیز الحمید ص ٦]

توحید الوہیت کا مطلب یہ ہے کہ عبادت اور تألہ کی تمام ظاہری اور باطنی اقسام اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے خالص کر لی جائیں۔ ان میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے مثلاً محبت ہو تو صرف اللہ سے، خوف ہو تو صرف اسی سے، توکل ہو تو صرف اسی پر، رجاء بیم ہو تو صرف اسی سے، ان میں کسی غیر کو شریک نہ ہونے دیا جائے۔

یعنی عبادت کی تمام قسمیں خواہ ظاہری ہوں یا باطنی بلا شرکت غیرے صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی کے لیے مخصوص کر لی جائیں ان میں کسی کو بھی اللہ وحدہ لاشریک لہ کے ساتھ شریک نہ کیا جائے، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو، یا نبی اور رسول ہو۔ رہ گئے اولیاء صلحاء اور اہل قبور تو ان کا ذکر ہی کیا یہی وہ توحید ہے۔ جس کو قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ o [الفاتحه: ٤]

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

فَاعْبُدْهُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْهِ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ o

''پس تجھے اس کی عبادت کرنی چاہیے اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ بے خبر نہیں۔'' [هود: ١٢٣]

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ o [توبه : ١٢٩]

''پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔''

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا o [مریم: ٦٥]

''آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے تو اسی کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا۔ کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے۔''

عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ . [هود: ٨٨]

''اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔''

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَکَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا o [الفرقان: ٥٨]

''اور اس ہمیشہ زندہ اللہ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔''

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ . [الحجر : ٩٩]

''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں، یہاں تک کہ آپ کو یقین (موت) آجائے۔''

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o [الانعام: ١٦٣،١٦٤]

''آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے، اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔''

الشیخ سلیمان اس توحید الوہیت کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وهذا التوحید هو اول الدین وآخره ، وباطنه وظاهره، وهو اول دعوة الرسل وآخرها وهو معنی قول: لا اله الا الله فان الاله هو المالوه المعبود بالمحبة والخشیة والاجلال والتعظیم وجمیع انواع العبادة ولاجل هذا التوحید خلقت الخلیقة وارسلت الرسل وبه انزلت الکتب وبه افترق الناس الی مومنین و کفار وسعداء اهل الجنة والاشقیاء اهل النار .

[تیسیر العزیز الحمید ص ٣٦]

''یہی توحید دین اسلام کی ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی۔ یہی توحید دین اسلام کا باطن بھی اور ظاہر بھی۔ تمام انبیاءؑ کی دعوت الی اللہ کا نقطہ آغاز بھی تھا اور نقطہ انجام بھی تھا اور یہی مطلب ہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اس لیے کہ الٰہ اسی معبود کو کہتے ہیں جس سے بے پناہ محبت کی جائے اور ڈرا بھی جائے جس کا جلال بھی اور تعظیم بھی اور عبادت کی تمام انواع جس کے لیے مختص کر لی جائیں۔ اسی توحید کے لیے تمام مخلوق کو پیدا کیا گیا۔ انبیاء اور رسول مبعوث کیے گئے، کتابیں اتاری گئیں اور اسی توحید سے لوگ آپس میں بٹ کر رہ گئے۔ بعض مومن ہو گئے، بعض کافر۔ کچھ خوش نصیب اہل جنت اور کچھ بدنصیب اہل جہنم۔

توحید الوہیت:

توحید الوہیت (توحید عبادت) ایک ایسا مسئلہ ہے جو کفار مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان باعث نزاع بنا۔ اس لیے کہ کفار مکہ توحید ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات کے منکر نہ تھے۔ ان کا اصل انکار توحید الوہیت سے تھا اور اسی توحید پر وہ تعجب کرتے ہوئے یوں کہا کرتے تھے:

اجعل الألهة الها واحدا ان هذا لشیء عجاب ○[ص:۵]

"کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا۔ واقعی یہ بہت عجیب بات ہے۔"

اس لیے ان کا انکار اس توحید سے تھا جس کا افعال عبادت سے تعلق تھا وہ افعال عبادت میں اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتے تھے۔ افعال عبادت کیا ہیں: دعاء، قیام، رکوع، سجدہ، طواف، خشوع خضوع، توکل، رغبت، محبت، انابت، قسم، قربانی، نذر، مشرکین مکہ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت کا واحد سبب توحید عبادت تھا کیونکہ توحید ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات سے وہ لوگ منکر نہ تھے ان کا اصل انکار توحید الوہیت (توحید عبادت) سے تھا اور یاد رہے توحید الوہیت (عبادت) کا انکار کفر ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

ومن یدع مع اللہ الٰہ آخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ ان لا یفلح الکافرون ○[المومنون:۱۱۷]

"جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔"

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ کفر و شرک کی دلدل سے نکلنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلیے توحید ربوبیت، توحید الاسماء والصفات کے اقرار کے ساتھ ساتھ توحید الوہیت کا قائل ہونا ازبس ضروری اور ناگزیر امر ہے۔ ورنہ ایمان نصیب نہ ہوگا اور انسان شرک کے اتھاہ کھڈوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرے گا۔

خدا بھلا کرے خواجہ حالی کا توحید الوہیت کا کتنا پیارا نقشہ کھینچا ہے۔

ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی
خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پرواہ ہے ابرار و اخیار کی واں

میری ناں تحقیق تو رب واحد ماشہ شک شبہ اشتباہ ناہیں
تو معبود، مسجود، مقصود اللہ تیرے باجھو کوئی ہور الٰہ ناہیں
ماویٰ تو میرا ملجا تو میرا باجھ تیری پناہ پناہ ناہیں
جے تو نہیں ناراض عبید اللہ مینوں کسے دی کوئی پرواہ ناہیں

36 سالانہ محفل قرآن و تکمیل بخاری شریف کانفرنس

مرکز التوحید، چوک چورہٹہ ڈیرہ غازیخان میں 36ویں سالانہ محفل قرآن و تکمیل بخاری شریف 14 شعبان 1431ھ کو منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ہمیشہ علماء و حفاظ کرام کی فراغت و دستار فضیلت اور تقسیم اسناد و انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ کانفرنس کی صدارت حافظ ڈاکٹر عبدالکریم اور قاری عبدالوکیل صدیقی کے زیر سرپرستی میں ہوگی۔

جس میں شیخ الحدیث محمد رفیق اثری جلال پوری، ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر اسلام آباد، علامہ عصمت اللہ خان چترو ڑگڑھی، ڈاکٹر طالب الرحمٰن اسلام آباد، سید سبطین شاہ نقوی، سید عتیق الرحمٰن کشمیری، مولانا منظور احمد گوجرانوالہ، قاری ابراہیم جوناگڑھی، قاری یٰسین بلوچ و دیگر علماء خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ مرکز التوحید میں حسب سابق صبح تا رات تک خطابات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ

اہل اسلام سے اس فقید المثال پروگرام میں شرکت کی اپیل ہے۔

[قاری عبدالرحیم کلیم، مدیر مرکز التوحید ڈیرہ غازیخان
0300/0321-6787139/064-2464506]

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 33) حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهٖٓ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيّٖنَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۷۵) بَلٰى مَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (۷۶)

"اہل کتاب میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو (مطالبہ پر فوراً) ادا کر دیں گے اور ان میں بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک دینار بھی بطور امانت رکھوا دیں تو وہ آپ کو (مطالبہ پر) ادا نہیں کریں گے۔ جب تک کہ آپ ان کے سر پر سوار نہ رہیں، یہ اس لیے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ امیوں کا مال کھا جانے کے سلسلہ میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا (اور اس کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہوئے) وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں)"
[۷۵]

کیوں نہیں جو شخص اپنا عہد پورا کرے اور پرہیزگاری اختیار کرلے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے ہی پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔ [۷۶]

مشکل الفاظ کے معانی:

إِنْ تَأْمَنْهُ: اگر آپ اس کے پاس امانت رکھیں۔

بِقِنْطَارٍ: خزانہ۔

يُؤَدِّهٖ: وہ ادا کر دے گا۔

مَا دُمْتَ: جب تک آپ رہیں۔

الْأُمِّيّٖنَ: ان پڑھ (جمع الأُمِّي کی)

أَوْفٰى: پورا کیا۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اہل کتاب کا حق کو سمجھ لینے کے باوجود علمی خیانت اور کتمان حق جیسی بری خصلتوں کے ارتکاب کا ذکر ہوا۔ یہاں اہل کتاب کا ظلم و زیادتی کرتے ہوئے مالی بددیانتی اور خیانت کرنا بیان ہوا ہے۔ یہود کی عہد شکنی کے بعد عہد کی پاسداری کرنے والوں کے لیے اجر عظیم کی نوید سنائی گئی۔

التوضیح:

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهٖٓ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا

اللہ تعالیٰ نے یہود کے برے خصائل کا تذکرہ فرماتے ہوئے ان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ 1۔امین 2۔بددیانت

امین:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہود میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کو ایک بہت بڑے خزانے کا امین بنا دیا جائے تو وہ اس امانت کی حفاظت کرتے ہوئے اس کے اصل مالک تک پہنچا دیتے ہیں۔ جیسے عبداللہ بن سلام کہ ان کے پاس ایک قریشی آدمی نے ایک ہزار اوقیہ سونا بطور امانت رکھا۔ اس کے تقاضا پر عبداللہ بن سلامؓ نے یہ امانت فوراً اس کو واپس لوٹا دی۔ اسی طرح اسموئل بن عاریا بھی یہود میں تھا اور اس کی بڑی شہرت تھی۔ [التفسیر المنیر ج ۳ص ۲۶۶]

بددیانت:

یہود میں ایک گروہ ایسا بددیانت تھا کہ اگر اس کو ایک دینار پر یا کم چیز پر امین بنایا جائے تو وہ اس پر بھی خیانت کرتے اور اصل مالک کو واپس لوٹانے سے انکار کر دیتے۔ جیسے کعب بن اشرف کے پاس ایک

قریشی نے ایک دینار امانت رکھی اس نے خیانت کرتے ہوئے واپس لوٹانے سے انکار کردیا اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا: إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا کہ تو اس سے بار بار امانت کی واپسی کا تقاضا کرتا رہے تو ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ اس کی واپسی پر آمادہ ہو کر اسے لوٹا دے۔

لفظ قنطار کا معنی:

قنطار بہت بڑے خزانے اور دینار تھوڑے مال کو کہتے ہیں۔ لفظ دینار کے متعلق مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ یہ دو چیزوں سے مرکب ہے۔ (۱) دین یعنی ایمان (۲) نار یعنی آگ۔ اگر اس کو حق کے ساتھ لیا جائے تو یہ دین ہوگا اگر ناحق لیا جائے تو یہ آگ ہوگا۔ [تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۲، ص ۱۷۸ رقم الحدیث: ۳۷۵۷ تفسیر سورۃ آل عمران]

امین اور نصرت الٰہی:

امین آدمی کی اللہ تعالی نے بہت تعریف کی ہے اور امین تاجر کو انبیاء اور شہداء کی معیت کی نوید سنائی ہے اور اسکو نصرت الہی کا حقدار قرار دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے کسی اور شخص سے ایک ہزار دینار بطور قرض مانگے۔ اس نے کہا: "إِئْتِنِي بِالشُّهَدَاءِ أُشْهِدُهُمْ" گواہ لاؤ تا کہ میں اس سے گواہی لوں" اس نے کہا: "كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا" اللہ تعالی کی گواہی ہی کافی ہے۔ اس نے کہا کوئی ضامن لاؤ، دوسرے نے کہا "كَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا" اللہ تعالی کی ضمانت ہی کافی ہے۔ وہ اس پر راضی ہو گیا اور وقت ادائیگی مقرر کر کے رقم اسکے حوالے کردی۔ مقروض اپنے دریائی سفر پر نکل گیا جب اپنے کام کاج سے فارغ ہوا تو کنارے پر کسی کشتی کا انتظار کرنے لگا تا کہ وہ جا کر اس کا قرض واپس لوٹا سکے۔ لیکن اسے کوئی سواری نہ ملی تو اس نے ایک لکڑی لی اور اسے بیچ میں سے کھوکھلا کر کے اس میں ایک ہزار دینار رکھ دیے اور ایک خط بھی اس کے نام لکھ دیا پھر اس لکڑی کا منہ بند کر کے اسے دریا میں ڈال دیا اور اللہ سے دعا کرنے لگا۔

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِينَارٍ، فَسَأَلَنِي كَفِيلًا فَقُلْتُ كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَأَلَنِي شَهِيدًا فَقُلْتُ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا فَرَضِيَ بِكَ وَإِنِّي جَهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّي أَسْتَوْدِعُكَهَا"

"اے اللہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیا اس نے گواہی اور ضمانت کا مطالبہ کیا تو میں نے آپکو گواہ اور ضامن بنایا اس نے بخوشی آپکی گواہی اور ضمانت پر مجھے قرض دے دیا۔ میں نے کشتی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تا کہ اس کا قرض لوٹا سکوں لیکن کوئی بھی کشتی نہ ملی۔ (اب بے بس ہو کر تجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس دریا میں ڈال رہا ہوں) تو اسے اس تک پہنچا دے۔"

یہ دعا کر کے لکڑی کو سمندر میں ڈال کر چلا آیا، لکڑی پانی میں ڈوب گئی یہ پھر بھی کشتی کی تلاش میں رہا کہ ملتے ہی اس کا قرض واپس کر کے آؤں۔ ادھر قرض خواہ دریا کے کنارے آیا کہ شاید مقروض کسی کشتی میں اسکی رقم لیے آرہا ہو جب دیکھا کہ کوئی نہیں واپس جانے لگا تو وہاں کنارے پر پڑی ایک لکڑی اٹھالی تا کہ اسے جلانے کے کام لاسکوں گھر جا کر اسے چیرا تو مال بھی مل گیا اور خط بھی۔ کچھ دنوں بعد مقروض آیا اور کہنے لگا اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں نے وقت پر قرض لوٹانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کوئی کشتی ہی نہ مل سکی اس لیے دیر لگ گئی۔ قرض خواہ نے (امانت داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) کہا: "فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَدَّى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ فِي الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ دِينَارٍ رَاشِدًا"

تو نے جو رقم مجھے لکڑی میں ڈال کر بھیجی تھی وہ اللہ نے مجھے پہنچادی ہے تو اپنی یہ رقم واپس لے جا اور راضی واپس لوٹ جا۔

[صحیح بخاری کتاب الکفالۃ باب الکفالۃ فی القرض ج ۲، ص ۸۰۱، ۸۰۲ رقم الحدیث: ۲۱۶۹]

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ﴾

یہود میں بددیانتی کی خصلت عام تھی اور وہ اس بددیانتی کے جواز میں طرح طرح کے حیلوں سے کام لیتے۔ ان حیلوں میں سے ایک کا بیان اللہ تعالی نے یہاں کیا ہے۔

خیانت یہود کا سبب:

یہود کا امانت میں خیانت کرنا اور حقدار کو حق نہ ادا کرنے کا سبب ان کا ایک نظریہ اور تصور تھا کہ بے دینوں اور ان پڑھوں کا مال کھانے میں کوئی حرج نہیں اسی لیے وہ مسلمانوں کو بے دین اور ان پڑھ تصور کرتے ہوئے ان کے مال کو اپنے لیے حلال سمجھتے تھے حالانکہ اصل یہودیت میں بھی ایسے مال کے کھانے کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے من مانی کرتے ہوئے دین حق کی تحریف کر ڈالی اور لوگوں پر ظلم و ستم کرتے چلے گئے۔

ابن عباسؓ اور ذمی کافر کا مال:

اسلام جس طرح اہل اسلام کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اسی طرح ذمی کفار (ایسے کفار جو مسلمانوں کی سلطنت کو جزیہ دیتے ہوں) کے حقوق کا بھی تحفظ کرتا ہے۔ حالت جنگ میں ہو یا حالت امن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حالت جنگ میں اگر ہمیں کسی ذمی کافر کی مرغی یا بکری مل جائے تو ہم اس کے کھا لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

تو ابن عباسؓ نے فرمایا: اَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ کَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابِ (لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيِّيْنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)

"تم بھی اس طرح کہتے ہو جیسا کہ اہل کتاب نے کہا تھا (کہ امیوں کا مال کھانے میں ان پر کوئی گناہ نہیں اور وہ اس بات کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ [تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۲، ص ۱۷۸ تفسیر سورۃ آل عمران الدر المنثور ج ۲، تفسیر سورۃ آل عمران ص ۲۳۱]

حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ جب اہل کتاب نے یہ کہا کہ امیوں کا مال کھا جانے میں ان پر کوئی گناہ نہیں (اور اس بات کی نسبت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف کی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كَذَبَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ مَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا وَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا الْاَمَانَةَ فَاِنَّهَا مُؤَدَّاةٌ اِلَى الْبِرِّ وَالْفَاجِرِ."

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا، جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے روند دیے گئے ہیں (انکو رائیگاں قرار دیا گیا ہے) سوائے امانت رکھی گئی چیز کے وہ اسکے مالک کی طرف چاہے وہ نیک ہو یا بد لوٹائی جائے گی۔ [تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۲، ص ۱۷۸ سورۃ آل عمران۔ الدر المنثور ج ۲، ص ۲۳۱ سورۃ آل عمران]

﴿وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝﴾

خیانت کرنا جس طرح اسلام میں ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح دیگر تمام مذاہب بھی خیانت کو حرام قرار دیتے ہیں جس معاشرے میں خیانت عام ہو وہ معاشرہ دن بدن تنزلی کی طرف جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی مذہب اس قبیح فعل کی اجازت نہیں دیتا۔ عہد رسالت میں لوگوں نے یہود کے ساتھ تجارت کی، جب ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تو یہود سے اپنے مال کی قیمت کا مطالبہ کیا تو یہود نے یہ کہہ کر ان کا حق دینے سے انکار کر دیا کہ تم دین سے پھر گئے ہو اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی کلمہ دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسا جھوٹ لگا رہے ہیں کہ جس جھوٹ کو یہ روز روشن کی طرح جانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امانت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ خیانت کرنے کا نہیں۔

﴿بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۝﴾

اسلام اور دیگر مذاہب انسان کو عہد کی پاسداری کا حکم دیتے ہیں کسی مذہب نے بھی عہد کو توڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کی وفا کرنے والوں کی تعریف کی اور انہیں اجر عظیم کی نوید سنائی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا وہی متقی اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے

عہد انسانی:

جس عہد کو پورا کرنے کا حکم انسان کو خود اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرے اور اس کے اوامر پر عمل پیرا ہو اور رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا پختہ عقیدہ رکھے اور ہر کام میں آپ ﷺ کی اتباع کرے۔

آیت سے اخذ شدہ مسائل:

۱۔ امانت میں خیانت کرنا بلا تفریق تمام مذاہب میں حرام ہے۔
۲۔ خیانت کی وجہ سے بسا اوقات انسان اپنی عزت کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔
۳۔ امین کی تعریف کی گئی ہے اگرچہ وہ اہل کتاب ہی کیوں نہ ہو۔
۴۔ خائن آدمی سے امانت کی واپسی کا بار بار تقاضا کرنا جائز ہے۔
۵۔ خیانت تھوڑے مال میں ہو یا بہت بڑے خزانے میں دونوں ہی مذموم قبیح اور باعث نفرت ہیں۔
۶۔ خیانت کرنا غیر مسلم کے ساتھ بھی جائز نہیں۔
۷۔ خیانت حقوق العباد سے ہے اس کے لیے صرف توبہ کافی نہیں۔
۸۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا گناہ کبیرہ ہے۔ خاص کر کہ جھوٹ بولنے والا اس جھوٹ کو جانتا بھی ہو۔
۹۔ عہد کی وفاداری کرنا متقی کی علامت اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دینے والا عمل ہے۔

☆.........☆.........☆

واعدوا لهم ما استطعتم ....

الشیخ ابو رجال

جیسے جسمانی سطح پر الرجی انسان کو کمزور کر دیتی ہے اور اس کی معتدل کیفیت کو زیر وزبر کر کے رکھ دیتی ہے۔اسی طرح قومیں بھی الرجی سے دوچار ہوتی ہیں۔بعض قوموں اور گروہوں میں قوت برداشت ختم ہو جاتی ہے اور ردعمل کی کیفیت بڑھ جاتی ہے۔ایسی قومیں دشمنوں اور بدخواہوں کی سازشوں کا شکار ہو کر اپنے حقیقی مسائل کی طرف توجہ نہیں دے پاتیں۔ہمیشہ ردعمل میں الجھی رہتی ہیں،دنیا میں شاید ہی کوئی قوم ایسی گزری ہو جس نے عروج وزوال نہ دیکھا ہو۔یہ فطری قانون ہے کہ ایک قوم زوال پذیر ہے اور وہ جہد مسلسل کرتی ہے تو عروج حاصل کر لیتی ہے یا کوئی قوم اپنے عروج پر گھمنڈ کرتی ہے تو ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ اسے زوال اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے یہ عروج وزوال پوری انسانی تاریخ میں جاری رہا اور آج بھی شدومد کے ساتھ جاری ہے تاہم اس قانون کا تعلق اسلام کے ساتھ نہیں۔اسلام ہمیشہ انسانی عروج کا ذریعہ رہا اور قیامت تک رہے گا۔اس بات کو کہنے کی ضرورت اس لیے پیش آرہی ہے کہ بعض سادہ اور کم فہم مسلمان مسلمانوں کی موجودہ حالت کو اسلام کے عروج وزوال سے جوڑ دیتے ہیں۔ان کے نزیک مسلمان کا ماضی اگر سیاسی،معاشی اور معاشرتی اعتبار سے تابناک تھا تو اسلام عروج پر تھا اور آج مسلمان سیاسی اور معاشی اور معاشرتی سطح پر بدحالی کا شکار ہیں تو یہ اسلام کے زوال اور ناکامی کی علامت ہے یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔جو اگرچہ اسلام دشمن قوتوں نے پھیلائی ہے لیکن اسلام پسند طبقہ بھی بعض اوقات اس رو میں بہہ کر اس قسم کی باتیں کر جاتا ہے کہ کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کیا جا سکتا۔آج مسلمان جس زوال پذیر کیفیت سے گزر رہے ہیں اس کے اسباب میں ایک غلط فہمی یہ بھی شامل رہی ہے کہ گزشتہ چند نسلوں میں زعم پیدا ہو گیا ہے کہ ہم چونکہ مسلمان ہیں،ہم خدا کے مقرب ہیں۔جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے بھی کہا تھا۔

﴿وقالت اليهود ليست النصرى على شيء وقالت النصرى ليست اليهود.........الى آخره﴾

اور دنیا کی وجاہت ہمارا ہی مقدر ہے،مسلمانوں کی اسی غلط فہمی کا نتیجہ یہ نکلا ہم نے اسلام کو عملاً اپنی زندگی سے خارج کر دیا ہے اور آج ہم اس بنا پہ ناکامی اور ندامت کا منہ دیکھ رہے ہیں۔آیت مبارکہ کا قطعاً یہ مفہوم نہیں کہ جارحیت کے لیے قوت تیار رکھو یا دوسروں کی بربادی کے لیے یہ کام کرو۔یا تمہارا مقصد درندگیت یا بربریت ہے بلکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اپنے دفاع کے لیے ہر وقت تیار رہو تا کہ تمہاری کوئی کمزوری انکے اس طرف سوچنے کا سبب نہ بن جائے۔کہ ان کے دل میں جارحانہ پن کا خیال تک آئے اسلام جنگ کا مذہب نہیں ہے بلکہ امن کا مذہب ہے۔

اسلام میں طاقت مقصد امن اور بھلائی ہے نا کہ دہشت گردی اور ہولناکی،اس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔ایک فرانسیسی مورخ ڈاکٹر گستالی بان اپنی کتاب تہذیب وتمدن میں لکھتا ہے۔"جب ہم فتوحات عرب پر نظر ڈالیں اور ان کی کامیابی کے اسباب کو ابھار کر دکھائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعت مذہب اسلام میں تلوار سے مطلق کام نہیں لیا گیا کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور اگر عیسائی اقوام نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کیا حتیٰ کہ ان کی زبان کو بھی اختیار کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو ان قدیم حاکموں سے جن کی حکومت میں وہ اس وقت تک تھے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا۔یہ امر تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی مذہب بزور شمشیر نہیں پھیلایا جا سکتا۔

جس وقت عیسائیوں نے اندلس کو عربوں سے فتح کیا،اس وقت مفتوح قوم نے جان دینا قبول کیا لیکن مذہب بدلنا قبول نہیں کیا۔لندن خاتون رائٹر کارین ارم سٹرونگ لکھتی ہیں کہ محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور ایک ایسے کلچر کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار پر نہیں تھی۔مغربی افسانہ کے باوجود اسلام کا نام امن وصلح کا مفہوم رکھنے والا ہے۔ویسے تو یہود کی تاریخ کوئی تین ہزار سال پرانی ہے یہ لوگ دربدر پھرتے رہے ہیں۔

1973ء میں مصر نے حملہ کر کے نہر سویز پر اسرائیل کی نام نہاد

نا قابل تسخیر Barlew لائین کو توڑ ڈالا اور کچھ کامیابیاں حاصل کیں۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ جہاں یہ فرمارہی ہے (من قوۃ) کیا اتفاق کو چھوڑ کر اختلاف سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ آپسی نفاق کیا قوت کی بڑھوتری کا باعث ہوتا ہے آیت تو قطعاً یہ مفہوم نہیں دیتی کہ (کہ قوت تیار رکھو، مگر آپس میں اختلاف بھی برقرار رکھو) سب سے بڑی قوت مادی طور پر اور ذہنی طور پر سب سے بڑا ہتھیار وہ مسلمانوں کا آپسی اتحاد اور اتفاق ہے۔ اس کے بغیر بڑی سے بڑی قوت بھی حقیقی نہیں۔

31 مسلمان ملکوں کے اسرائیل سے تعلقات ہیں جبکہ امریکہ، یورپ اور پوری غیر مسلم دنیا کی ہمدردیاں یہود نے اپنی چالوں سے حاصل کر رکھی ہیں۔ حماس اور الفتح میں شدید اختلافات ہیں۔ مصر حماس کو اور اردن الفتح کو ناپسند کرتا ہے انہی کمزوریوں کی وجہ سے اسرائیل کو مسلح جہاز پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی (اعدوالھم) میں یہ مطلب نہیں کہ امریکہ اور دیگر ملکوں سے رقم دے کر ہتھیار حاصل کر لیے جائیں یا لیز پر لے لیے جائیں تو ایسے آیت پر پورا پورا عمل ہوگیا۔ کیا یہ بات اس آیت کے مفہوم سے خارج ہے کہ مسلمان مکمل فوجی سائنس اور ٹیکنالوجی پر پوری طرح مہارت حاصل کریں اور دنیا کا ہر ہتھیار بہتر طور پر مسلمان بغیر کسی کے کندھا لیے ہوئے خود تیار کریں بلکہ مغربی دنیا ہتھیاروں کے سلسلہ میں مسلمانوں کی محتاج ہو لیکن یہ ہوگا کب؟ جب فوجی سائنس اور فوجی ٹیکنالوجی میں ہم عروج پر ہوں اور یہ چیزیں عصری علوم ہیں اس کے لیے ہمیں اس کی طرف جانا پڑے گا کمپیوٹر اور دیگر ایجادات کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ مختلف قسم کے تحقیقی ادارے بنانا ہوں گے۔ ریسرچ سینٹر قائم کرنے ہوں گے، اپنی قوموں کا پیٹ کاٹنا ہوگا، عیاشی چھوڑنا ہوگی، بھوک قربان کرنا ہوگی، دھوپ چھاؤں آرام غیرہ ہر چیز سے منہ موڑ کر اس پر توجہ دینی ہوگی۔ تب اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے قومیں کئی عشرے اس میں لگائیں گی تب جا کر بات بنے گی یہ کوئی خیالی پلاؤ نہیں اسے حقیقت میں بدلا جاسکتا ہے۔ ﴿ان اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسھم .... الی آخرہ﴾

مگر پہلے ہمیں بدلنا ہوگا جب جناح زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے تو امریکہ سے ڈاکٹر منگوانے کی درخواست صرف اس شرط پر قبول کی کہ ڈاکٹر یہودی نہیں ہوگا۔ (فاعدوالھم) پر سرکار انبیاء ﷺ نے کس طرح عمل کیا ان کو دیکھ کر غیروں نے یعنی ہمارے دشمنوں نے یعنی یہود نے جناب کے اسوۂ پر عمل کرتے ہوئے جنگی ہتھیاروں کے معاملہ میں اور قوموں کی بیداری کے سلسلہ میں اسی اسوۂ سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر کے خود اسے کامیابی سے ہمارے خلاف استعمال کیا ہمیں بہت سے میدانوں میں شکست تھی۔ ایک مثال لازم ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ یہود نے اسپین اور پرتگال کے ساتھ کیا کیا 1973ء میں عرب اسرائیل تنازعہ شدت اختیار کر گیا۔ اس وقت کی اسرائیلی وزیراعظم نے جدید جنگی طیاروں اور میزائلوں اور دیگر ہتھیاروں کے حصول کے لیے امریکہ سے عربوں ڈالر کا معاہدہ کیا۔ اس وقت اسرائیل شدید معاشی بحران کا شکار تھا۔ اسرائیلی کابینہ نے اس معاہدہ کو مسترد کر دیا یہ کہتے ہوئے اس طرح تو صرف ایک وقت کا کھانا کھانا پڑے گا گولڈ میئر نے کہا یہ درست ہے اگر ہم جنگ جیت گئے تو تاریخ ہمیں فاتح کے طور پر یاد رکھے گی یہ نہیں دیکھے گی کہ ہماری قوم کیا کھاتی تھی اور ہمارے لباس میں کتنے پیوند لگے تھے۔ کابینہ قائل ہوگئی وقت نے ثابت کر دیا کہ فیصلہ درست تھا۔ ایک صحافی نے جب گولڈ میئر سے دریافت کی کہ ایسے حالات میں ایسا فیصلہ مگر کیسے؟ وزیراعظم صاحبہ نے مسکرا کر جواب دیا میں نے یہ فیصلہ مسلمانوں کے نبی ﷺ کے بارہ میں ایک واقعہ پڑھ کر کیا تھا۔ جب سرکار انبیاء ﷺ کی وفات ہوئی تو گھر میں چراغ کا تیل تو کیا تیل کے پیسے تک نہیں تھے۔ سیدہ امی عائشہؓ نے ڈھال گروی رکھ کر تیل لیا لیکن اس کے باوجود حجرے کی دیواروں پر 9 تلواریں لٹک رہی تھیں۔ قوم میں صرف 30 کروڑ ڈالر لگا کر اللہ کے فضل کرم کے بعد ڈاکٹر عبدالقدیر کی دس سالہ محنتوں کی وجہ سے ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ ایران کے خلاف یواین او کی قرارداد جس میں ایران کو چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کی جارہی ہے حتیٰ کہ چین روس تک گئے۔ ایران کے پاس صرف گیس اور تیل رہ گیا اور اگر آج بھی امت مسلمہ سینکڑوں سال سے (فاعدوالھم) کا سبق بھول نہ جاتی اور اس پر عمل ہوتا رہتا تو غیروں کو جرأت نہ ہوتی اور نہ ہی یہ نوبت آتی۔

تکمیل صحیح بخاری شریف کانفرنس

جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور میں تقریب تکمیل صحیح بخاری وتقسیم اسناد وانعامات مورخہ 17 جولائی 2010ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر کو منعقد ہوگی۔ درس حدیث محترم جناب فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر ارشاد فرمائیں گے۔ بعد نماز مغرب حافظ عبدالعلیم یزدانی اور مولانا شفیق الرحمٰن چشتی قرآن وسنت کانفرنس سے خطاب فرمائیں گے۔

[عبدالرزاق یزدانی، نائب مدیر جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور]

آہ! حافظ محمد داؤدؒ بن محدث ویروالویؒ

پروفیسر سعید احمد چنیوٹی.........فیصل آباد

مرنا اور جینا دنیا کے روزانہ کے کاروبار ہیں
کون نہیں مرا اور کون نہیں مرے گا

آج وہ کل ہماری باری ہے۔اس پر بھی عزیزوں اور دوستوں کی موت پر رونے والے روتے ہیں۔ان کی دائمی فراق پر ماتم اور فریاد کرتے ہیں ان کی ایک ایک خوبی کو یاد کر کے اس کا نوحہ پڑھتے ہیں۔

عام حالت یہی ہے لیکن بعض موتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان کی خبر سن کر زبان بند ہو جاتی ہے۔آنسو سوکھ جاتے ہیں،دل کی حرکت بڑھ جانے کی بجائے گھٹ جاتی ہے،اندر ہی اندر گھٹن محسوس ہوتی ہے۔مگر جی نہیں چاہتا کہ کچھ بول کر دل کی بھڑاس نکال لے اور آنسو بہا کر غم ہلکا کیجیے۔

محسنی ومکرمی حافظ محمد داؤدؒ کے سانحہ کا مجھ پر بالکل یہی اثر ہوا۔دن بیت گئے،ہفتے گزر گئے،مگر زبان نہ کھلی اور دل کی امانت قلم کے سپرد نہ ہو سکی،عزیزوں اور دوستوں کو تعجب ہوا کہ میرا قلم جو احباب کے سوگ میں ہمیشہ اشک ریز رہتا ہے اس پہلی دفعہ وہ اپنے فرض کو کیوں بھولا ہے۔مگر یہ کیسے بتاؤں کہ اس ناگہانی اور غیر متوقع غم سے مجھے کیوں چپ سی لگ گئی۔ہر چند زبان خاموش تھی لیکن کئی دن تک سوتے،جاگتے مرحوم کی صورت آنکھوں میں پھرتی۔

حافظ محمد داؤدؒ کی شخصیت کی اصل شناخت تو محدث ویروالویؒ کے فرزند ارجمند ہونے کی وجہ سے ہے۔اسی نسبت پر مرحوم نازاں فرحاں بھی تھے۔بیسیوں خوبیوں کے باوجود اسی نسبت سے تعارف پر انہیں فخر تھا زندگی کے معمولات،تجارت ومعاشرت میں اس شناخت کو نبھانے اور لاج رکھنے کے لیے انہوں نے زندگی بھر حتی المقدور کوشش کی۔اس نسبت کو اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتے،اسی لیے انہوں نے ہر شخص کی تکریم وعزت کو معمول بنا لیا تھا،جس سے شیخ کا تعلق اور واسطہ تھا،ان سے ملاقات راہ ورسم کو نبھانا ان کا سرمایہ حیات تھا۔

شیخ کے رفقاء،عقیدت مندوں سے تادم آخرت محبت وخلوص کا رشتہ استوار رکھا۔شیخ عبدالمجید برادر حکیم عبدالرحیم اشرفؒ،مولانا ویروالویؒ کے احباب اور مریدین میں سے معمر ترین بزرگ ہیں اور ان کے آبائی علاقہ ویروول کی یادگار بھی ہیں۔ان سے ملاقات راہ ورسم اور ان کی تیمارداری کا خصوصی خیال رکھتے۔ایسے ہی تمام بزرگوں اور اکابر کا احترام کرتے۔مرحوم کی شخصیت پر شیخؒ کی تربیت کے گہرے نقوش تھے جو زندگی کا لازمہ حیات بن گئے۔ان سے محبت پدری تو تھی ہی رشتہ تلمیذ بھی تھا لیکن عقیدت مندی بھی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں نے استاذی المکرم کی مفصل سوانح لکھی اور وہ طبع ہو کر مارکیٹ میں آئی تو اہل علم صاحب فکر اور قدر شناس لوگوں نے تو واقعی اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھا،شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے تقریب بخاری کی ایک مجلس میں فرمایا کہ یہ کتاب مولانا کی حیات دائمہ ہے،مگر بقول مولانا اسحٰق بھٹی صاحب اہل حدیث مزاج اکابر کی خدمات اور کاوشوں کو اجاگر کرنے میں خشک اور بخیل ہے۔زبانی جمع خرچ،مجلسی رنگینی اور نام استعمال کرنے تک محدود رہتے ہیں۔عملی اقدام سے حتی الامکان گریزاں ہوتے ہیں۔مگر میرا عزم اور ولولہ تھا،خواہش اور امنگ تھی کہ حضرت الاستاذ کی سوانح حیات کو منظر عام پر لانا ہے،بہرحال بفضل اللہ ورحمۃ مساعد حالات میں یہ کتاب چھپوائی گئی۔اس کی اشاعت کے لیے مولانا کے کسی عقیدت مند سے زکوٰۃ وصول کی گئی نہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کیا،اس کی اشاعت وطباعت کا سہرا برادر مکرم جناب سرور طارق،منیجر طارق اکیڈمی فیصل آباد کے سر ہے۔(جزاہ اللہ احسن الجزاء)

یہ بات تو جملہ معترضہ کے انداز میں تمہیدی طور پر ذکر کی اصل بات میں یہ ذکر کرنا چاہتا تھا کہ اس عقیدت وخلوص کے حقیقی قدردان کون واقع ہوئے؟

1۔مولانا عتیق اللہ سلفی ناظم مرکز الدعوۃ ستیانہ انہوں نے اس کتاب کے پچاس نسخے خرید کر طلبا اور علماء میں تقسیم کیے۔

2۔مولانا حافظ عبدالرزاق سعیدی آف فاروق آباد انہوں نے علماء اہل حدیث ضلع شیخوپورہ کا اجلاس بلا کر ان کو یہ کتاب اپنی طرف سے دی۔

3۔تیسری شخصیت مولانا حافظ محمد داؤد شیخؒ کے فرزند ارجمند جنہوں نے اس کتاب کا ایک سو نسخہ خرید کر علماء اور طلبہ میں فری تقسیم کیا۔

[بقیہ:صفحہ نمبر 17]

پرویز کسریٰ سپر پاور کا زوال

محمد اسحاق حقانی.........مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

جب آپ ﷺ پر نبوت کا آغاز ہوا تو آپ ﷺ نے کوہ صفا پہاڑی پر اعلان نبوت کرتے ہوئے فرمایا: یاایھا الناس قولوا لاالٰہ الااللہ تفلحوا وتملکوا بھا العرب وتدین بھا العجم۔ [ترمذی]

• لوگو لاالٰہ الااللہ کا اقرار کرلو، کامیابی حاصل کرلو، اس کے ساتھ عرب کا اقتدار قائم ہوگا اور عجمی (فارس وروم) مطیع ہوجائیں گے۔

مگر ابولہب اینڈ کمپنی نے بھرپور مخالفت کی، آپ ﷺ کو اور آپ کے پاکباز صحابہ کو بہت تنگ کیا مگر یہ دین اسلام کا اعجاز تھا اور اس کی صداقت کی دلیل جس قدر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں اسی قدر پھیلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ مکہ کے ہر خاندان میں اسلام کے ماننے والے موجود تھے۔

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد کفار مکہ کی رقابت کی آگ مزید بھڑک اٹھی، تو آپ ﷺ نے صحابہ کو آس پاس جاکر پناہ لینے کی اجازت فرمادی۔ کچھ مسلمان حبشہ کے علاقہ میں چلے گئے سکون واطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے مگر مکہ والوں کو یہ کیسے گوارا ہوتا؟ انہوں نے اپنی سفارت شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجی، یہ ہمارے بھگوڑے لوگ تمہارے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں، ان کو ہمارے حوالے کردو۔ مگر وہ آج کے نام نہاد بے غیرت حکمرانوں کی طرح بے انصاف نہیں تھا کہ لالچ میں آکر ان کو کفار کے ساتھ بھیج دیتا۔ اس نے صورتحال کی تحقیق کے لیے مسلمانوں کا وفد طلب کیا، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے صورتحال کی وضاحت کی کہ بادشاہ سلامت ہم جاہل لوگ تھے، بتوں کو پوجتے، مردار کھاتے، بدکردار تھے، بھائیوں، ہمسایوں کے ساتھ برا سلوک کرتے، کمزوروں کا حق دباتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہم اس نبی پر ایمان لے آئے جس کے حسب ونسب، دیانت وامانت کو خوب جانتے تھے۔ بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کے دروازے پر جھک گئے، سچ بولنے لگے، قتل وغارت ترک کردی، نماز، روزہ اور زکوۃ دینے لگ گئے، بندوں کے حق ادا کرنے لگ گئے، اس وجہ سے ہماری قوم ہمارے خلاف ہوگئی اور چاہتے ہیں کہ پھر وہی دور جاہلیت کے طور وطریقے رائج ہوں۔

پھر حضرت جعفرؓ نے نجاشی کے کہنے پر سورۃ مریم کی آیات پڑھیں، تو وہ بے اختیار آنسو بہانے لگا اور کہا کہ اللہ کی قسم یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کی روشنی ہے۔ قریشی سفارت کا مطالبہ رد کردیا۔ کہ میں ان مظلوموں کو واپس نہیں بھیجوں گا، اسی دوران اسلامی نورانی شعائیں مدینہ کو بھی منور کرنے لگیں، وہاں کے باسی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے کچھ مسلمان وہاں ہجرت کر گئے۔ مکہ والے پیچ وتاب کھانے لگے کہ ان مظلوموں کو سکون کی جگہ میسر آگئی۔ مشورہ کرنے لگے کہ آفتاب نبوت کو ختم کیا جائے۔ ادھر آپ ﷺ کو بھی ہجرت کی اجازت مل گئی۔ آپ دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، اپنے ارادے سے مطلع کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ساتھ سفر ہجرت میں شریک ہوں گا۔ فرمایا کہ ہاں! عرض کی کہ میرے پاس دو بہترین اونٹنیاں ہیں ایک آپ کے لیے، فرمایا قیمت کے ساتھ لوں گا۔ معاملہ طے کر کے واپس آگئے۔ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا کہ جو لوگوں کی امانتیں ہمارے پاس ہیں ان کو واپس کردینا، کفار کے محاصرے سے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے نکل گئے اور کعبہ کے پاس جاکر الوداعی نگاہ ڈالی فرمایا:

''تیری جدائی بہت تکلیف دہ ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر برداشت کررہا ہوں'' پھر حضرت ابوبکرؓ کو لے کر رات کی تاریکی میں سفر کرتے ہوئے غار ثور میں قیام کیا۔ سورج طلوع ہوا تو کفار نے دیکھا تو آپ کے بستر پر حضرت علیؓ لیٹے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ نبی کہاں ہے؟ فرمایا کہ پہرا تمہارا تھا اور پوچھتے مجھ سے ہو؟

کفار پیچ وتاب کھاتے ہوئے دارالندوہ میں اکھٹے ہوئے اور فیصلہ کیا کہ آپ کو تلاش کر کے شہید کردیں۔ یہ کام کرنے والے کو سو اونٹ انعام ملے گا۔ کفار کی ایک جماعت غار ثور تک گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے قدموں کی چاپ سنی تو عرض کیا کہ اگر کسی نے بیٹھ کر نگاہ ڈالی تو ہم نظر آجائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لاتحزن ان اللہ معنا'' گھبرا نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کسی کا گمان غار کے اندر داخل ہونے کا نہ ہوا۔ تین دن تک آپ غار میں ٹھہرے، جب کفار تلاش سے مایوس ہوگئے تو آپ چوتھے دن مدینہ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنو مدلج کے ڈیرے کے پاس سے گزر ہوا تو ایک سراقہ بن مالک

کو کہنے لگا کہ ابھی میں نے ساحل کے قریب سوار دیکھے ہیں۔
میرا خیال ہے کہ وہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی ہیں۔ سراقہ نے اس کو ٹالنے کے لیے کہا نہیں وہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں جو ابھی یہاں سے گئے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ میں اکیلا قریش کا انعام حاصل کروں۔ پھر مجلس سے اٹھا اور گھر جا کر لونڈی سے کہا کہ جلدی سے گھوڑا تیار کر کے اس ٹیلے کے پیچھے لے چل۔ اپنا نیزہ اور فال والا ترکش پکڑا، تیز رفتاری سے آپ کا پیچھا کیا جب آپ کے قریب پہنچا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سراقہ کو گرادیا۔ سراقہ نے فال نکالی مگر وہ خلاف امید لالچ انعام میں پھر سوار ہو کر آگے بڑھا آپ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتا تھا کہ گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ پھر اس نے آپ کو آواز دے کر پناہ طلب کی۔ آپ نے معاف کرتے ہوئے فرمایا: ''کہ ہماری رازداری کرنا میں نے عرض کیا کہ امن کی تحریر دے دو۔ آپ نے عامر بن فہیرہ ابوبکرؓ کے غلام کو کہا انہوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر امن نامہ لکھ دیا۔'' [بخاری]

سراقہ جب واپس جانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ شاہ ایران کے کنگن پہنائیں جائیں گے۔ [الاستیعاب]

مدینہ پہنچنے پر کفار نے کئی بار حملے کیے کہ اسلام کے ماننے والوں کو مٹادیں۔ بدر، احد میں ناکامی کے بعد کفار مکہ نے مدینہ کے یہود کی شہ پر یلغار کا منصوبہ بنایا۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے دفاع کا مشورہ کیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جس طرف سے حملہ کا خطرہ تھا خندق کھودنے کا مشورہ دیا کہ ہماری کفر کے مقابلے میں افرادی قوت کم ہے اس طریقہ سے ہم بہتر دفاع کر سکتے ہیں۔ آپ نے صحابہ اکرام کو خندق کی کھدائی کے لیے دس دس آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ کرامؓ جذبہ جہاد کے ساتھ خندق کھود رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ جہادی ترانہ بھی جاری۔

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجهاد ما بقینا ابدا

''ہم نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر تمام زندگی جہاد پر گزارنے کی بیعت کی ہے''
حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ خندق میں ایک سخت چٹان آگئی۔ اس پر کدال اثر نہ کرتی تھی، آپ ﷺ کے سامنے معاملہ آیا تو آپ نے چادر کندھے سے اتار کر کدال سے ضرب لگائی تو اسکا ایک حصہ ٹوٹ گیا اور اس سے چمک پیدا ہوئی اور فرمایا: ''الله اکبر اعطیت مفاتیح الشام والله انی لانظر قصورها الحمر الساعة''

'' مجھے شام کی چابیاں دی گئیں، اللہ کی قسم میں اس کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔'' پھر بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو چٹان کا دوسرا حصہ ٹوٹ کر گرا اور چمک پیدا ہوئی پھر فرمایا: ''الله اکبر اعطیت فارس والله انی لابصر قصر المد ائن الابیض الان''
مجھے کسریٰ کا ملک فارس (ایران) دیا گیا اور اللہ کی قسم! اب میں مدین کا سفید محل دیکھ رہا ہوں، پھر تیسری ضرب لگائی تو وہ چٹان ریت بن گئی فرمایا: ''الله اکبر اعطیت مفاتیح الیمن والله انی لابصر ابواب صنعاء من مکانی'' مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں، اللہ کی قسم مجھے اس جگہ سے صنعاء کے دروازے نظر آرہے ہیں۔ [احمد نسائی]

کفار کے لشکر آنے تک خندق کی کھدائی ہو چکی تھی۔ دیکھ کر حیران ہوئے اور مدینہ کے باہر پڑاؤ ڈال کر حملے کی تدبیریں کرنے لگے۔

ایک جگہ سے خندق کی چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے چند آدمی گھوڑے دوڑا کر آگے آئے۔ جن میں عمر بن ودعرب کا مشہور آدمی جس کو سینکڑوں پر بھاری خیال کیا جاتا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمال مہارت کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو جہنم رسید کیا پھر کسی کافر کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کفر اپنے زخم چاٹتا رہ گیا ادھر سے غیبی مدد نے مسلمانوں کو حوصلہ دیا: یاایها الذین اذکروا نعمة الله علیکم اذجاء تکم جنود فارسلنا علیهم ریحا وجنودا لم تروها. [الاحزاب]

اہل ایمان اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر لشکر حملہ آور ہوتے تو ہم نے ان پر ہوا (عذاب) اور نظر نہ آنے والے لشکر بھیج دیتے۔

تند و تیز ہوا سے ان کے خیمے اکھڑ گئے، کھانے پینے کی چیزیں مٹی میں مل گئیں۔ آخر ناکامی کا سامنا کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔ آپ نے فرمایا: الان نغزوهم ولایغزونا نحن نسیر الیهم. [بخاری]

فرمایا کہ اب وہ ہم پر حملہ نہیں کر سکیں گے، بلکہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ رمضان ۸ ہجری میں آپ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا۔ احزاب ۵ ہجری میں ہوا۔ ۶ ہجری میں مکہ والوں سے صلح حدیبیہ ہوئی۔

یہ باہم امن سے رہنے کا معاہدہ تھا تو مسلمانوں کو سکون نصیب ہوا۔ اب آپ ﷺ نے پیغام اسلام کو اطراف عالم میں پہنچانے کے لیے مختلف حکمرانوں کو خط لکھے۔ جن میں دو سپر پاور زکہلانے والی حکومتوں روم (اٹلی) فارس (ایران) کے سربراہوں کے نام تھے۔ شاہ فارس کسریٰ پرویز کے نام خط حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ بھیجا۔ جس میں یہ لکھا تھا
''یہ محمد ﷺ کی طرف سے عظیم فارس کسریٰ کے نام اس شخص پر

سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اس کی طرف سے تمام انسانوں کی جانب بھیجا گیا ہوں، تاکہ جو شخص زندہ ہے اسے انجام بد سے ڈرایا جائے، کافروں پر حجت قائم ہو جائے۔ اگر تم اسلام قبول کرو گے تو سلامت رہو گے اگر انکار کرو گے تو اہل فارس (مجوس) کے گناہ (کفر) کا بوجھ تم پر ہوگا۔ کسریٰ جس کا لقب پرویز (کامیاب) تھا۔ خط سن کر غصہ میں آیا اور آپ ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا کہا کہ میری رعایا سے غلام اپنا نام پہلے لکھتا ہے۔ بحرین اور یمن کے گورنر کسریٰ کے ماتحت تھے اور حجاز ان کی علمداری میں تھا۔ آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: "ان یمزقو کل ممزق" کہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور بعض روایات میں لفظ "مزق ملکہ" کہ اس نے اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس سے چند سال قبل اس نے روم کے علاقے پر چڑھائی کی تھی۔ ایک عورت کے تین بہادر بیٹے تھے، کسریٰ پرویز نے اس سے پوچھا کہ تیرے کس بیٹے کو سپہ سالار بناؤں کہنے لگی کہ تینوں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ 1۔ یہ لومڑ سے چالاک ہے۔

2۔ یہ لشکر در باز جیسا ہے اور یہ نیزے کی نوک ہے۔

3۔ یہ بہت حوصلہ مند ہے۔

کہنے لگا پھر حوصلہ مند کو کمان دیتا ہوں۔ وہ لشکر لے کر روم کے علاقے کی طرف بڑھا، یہاں تک کہ روم کے مرکزی مقام مدائن پر قابض ہو گیا۔ عطا خراسانی نے ابوبکر بن عبداللہ کو کہا کہ تو نے شام کا ملک دیکھا ہے کہا کہ نہیں، کہنے لگا کہ وہاں کسریٰ کی فوجوں نے تباہی مچادی ہے زیتون کے درخت کے باغ جو ان کی معیشت تھے اجاڑ دیے، شہر کو برباد کر دیا۔

فتح کے بعد اس عورت کے بیٹے فرخان شہر براز شراب نوشی کر رہے تھے۔ نشہ میں فرخان کہنے لگا کہ آج میں کسریٰ کے تخت پر بیٹھا ہوں۔ کسریٰ کو یہ بات پہنچی تو اس نے اسکے بھائی شہر براز کو خط لکھا کہ اپنے بھائی فرخان کا سر قلم کر کے مجھے بھیج اس نے جواب دیا کہ ایسے بہادر آدمی کو ایسی غلطی پر قتل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دشمن کا سامنا ہے۔ کسریٰ نے جوابدیا کہ ایسے بہت ہمارے پاس آدمی ہیں تو اس کا سر اتار دے، شہر براز نے پھر معاف کرنے کا کہا تو اس نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے اہل فارس کو کہا کہ میں نے شہر براز کو سپہ سالاری سے معزول کر کے اس کے بھائی فرخان کو مقرر کر دیا۔ پھر قاصد کو پروانہ سالاری دے کر شہر براز کے پاس بھیجا اس نے بلاچوں چراں دست بردار ہو کر قیادت فرخان کے حوالے کر دی فرخان نے کمان سنبھالنے کے بعد کسریٰ کا خط پڑھا اس میں لکھا تھا کہ شہر براز کو قتل کر دے۔ اس نے آرڈر جاری کیا کہ اس کو گرفتار کر کے لاؤ، جب اس کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ کہنے لگا کہ بھائی مجھے وصیت کرنے کی مہلت دے پھر اس نے اپنا بیگ منگوایا اور اس سے تین خط نکال کر فرخان کو دیے کہ دیکھو اس میں تیرے قتل کا حکم تھا مگر میں ٹالتا رہا اور تو ایک ہی خط کے بعد میرے قتل پر تیار ہو گیا تو اس نے پھر سپہ سالاری اپنے بھائی شہر براز کے سپرد کر دی۔ تو پھر اس نے شاہ روم قیصر کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تیرے ساتھ علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں تو اس نے تحقیق کے بعد ملاقات پر آمادگی ظاہر کی تو شہر براز نے قیصر کو کہا کہ تیرے ملک کو فتح کرنے میں میرا اور میرے بھائی فرخان کا بنیادی کردار ہے۔ مگر اب کسریٰ شاہ ایران ہمارے قتل کے درپے ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ اس سے علیحدگی اختیار کر کے تیرے ساتھ مل جائیں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر یہ بات راز میں رہنی چاہیے۔ ادھر جب قیصر نے دیکھا کہ ایرانی فوجوں نے اس کے ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری کی کہ میرے ملک سے ان کو رفع کر۔ اسی دوران اس کی آنکھ لگ گئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک شان و شوکت والے آدمی کی مجلس ہے۔ ایک آدمی باہر سے آتا ہے تو وہ سردار اٹھ کر اس کا گریبان پکڑ کر کہتا ہے کہ اس کو قابو کر لے۔ دوسری رات پھر خواب دیکھتا ہے کہ اس سردار کے ہاتھ میں ایک زنجیر ہے وہ اس باہر سے آنے والے آدمی کے گلے میں ڈال کر اس کو کہتا ہے کہ یہ کسریٰ ہے میں اس کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو اس پر غالب ہوگا۔

جب اس نے اپنا خواب درباری لوگوں کے سامنے بیان کیا تو وہ کہنے لگے کہ کسریٰ کے ساتھ مقابلہ کرو اس نے کسریٰ کو لکھا کہ: "اب میں تجھے وہ تاوان نہیں دوں گا جو پہلے دیتا تھا۔ کسریٰ نے اس کے خلاف فوج لے کر قسطنطیہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر لیا مگر وہ شہر ایک طرف سے دریا اور پہاڑ کے درمیان تھا۔ دریا کی طرف حفاظتی فوج تھی اس طرف سے وہ حملہ نہیں کر سکتے تھے مگر اہل شہر محاصرہ سے تنگ پڑ گئے۔ تو ہرقل نے کہا کہ میں ایک حملہ کرتا ہوں۔ اس نے کسریٰ کو پیشکش کی کہ میں دوبارہ تاوان ادا کرنے پر تیار ہوں، مگر تو محاصرہ اٹھا لے۔ تاکہ میں اپنی سلطنت کے اندر جا کر رقم جمع کروں۔ تو اس نے محاصرہ اٹھا لیا وہ اپنے فوجیوں کو لے کر کسریٰ کے علاقے میں گیا لوٹ مار کی کسریٰ اپنی فوج کے ساتھ وہاں انتظار کر رہا تھا۔ اس نے واپس آکر اس کے خزانے اور وہاں کے لوگ

جوغلام بنا کر لایا تھا پیش کیے تو کسریٰ حیران ہوگیا اور ان کی فوج میں بغاوت پھیل گئی۔ فوجی افسروں نے اس کے بیٹے شیرویہ کو کہا کہ تیرا باپ سلطنت کے اہل نہیں، تو حکومت اپنے ہاتھ میں لے تو اس نے باپ کو گرفتار کر کے حکومت سنبھال لی۔ پھر فوجیوں نے کہا کہ اگر یہ زندہ رہا تو لوگوں کی ہمدردیاں اس کو حاصل ہوں گی، یہ تیرے لیے خطرہ ہوگا تو اس نے اس (باپ) کو قتل کرا دیا۔ پھر زمام حکومت سنبھالی، خزانہ کا معائنہ کیا تو اس نے وہاں ایک شیشی دیکھی جس پر قوت باہ لکھا تھا اس نے وہ پی لی۔ وہ حقیقت میں زہر تھا اس کی بھی موت واقع ہوگئی۔ پھر لوگوں نے اس کی لڑکی بوران بنت کسریٰ کو حاکم بنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ لوگ کیسے کامیاب ہوسکتے ہیں کہ جن کی زمام اقتدار عورت کے ہاتھ میں ہے۔"

اس طرح آپ کی وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو آپ نے کسریٰ کو خط لکھتے وقت لکھا تھا "اسلم، تسلم" کہ اسلام میں سلامتی ہے۔" اس نے قوت واقتدار اور مال و دولت میں بقا دیکھی جو کسی کام نہ آیا۔

تاریخ میں ہے کہ اسکے لاؤ لشکر قسطنطیہ افریقہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ سرما کا دار الحکومت مدائن تھا اور گرما میں ہمدان، بارہ ہزار عورتیں، لونڈیاں اس کے محل کی زینت تھیں۔ ایک ہزار ہاتھی پچاس ہزار گھوڑے خچر اپنے اقتدار کے بچاؤ کے لیے چھتیس ہزار لوگ قیدی بنائے۔ ایک دفعہ اس نے ذاذان آئی جی جیل کو لکھا کہ ان سب کو قتل کر دو، مگر بہر سیر کمانڈر نے رات ان کو رہا کر دیا وہ تمام بابل میں جمع ہوگئے، جہاں اس کا لڑکا قباذ اور اسکے بھائی تھے وہاں جا کر انہوں نے شہنشاہ قباذ کے نعرے بلند کیے، پھر جلوس کسریٰ پرویز کے محل کی طرف بڑھا۔ محل کے محافظ سب بھاگ گئے، کسریٰ وہاں قریبی باغ ہند میں پناہ گزیں ہوا۔ مگر گرفتار ہوا اور چھتیس سالہ دور حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ جبکہ آپ نے 6 سال پہلے اس کو دعوت دی۔

☆..........☆..........☆

[بقیہ: آہ! حافظ محمد داؤدؒ بن محدث ویرووالویؒ]

اور ساتھ ہی مجھے حکم دیا کہ والد محترم نے علم وراثت کی مشہور کتاب السراجی کی جو شرح لکھی ہے۔ آپ اس کی طباعت کا اہتمام کریں، مالی اخراجات میں برداشت کروں گا یہ کام میری سستی کی بنا پر تعطل کا شکار رہا مگر ان کے خلوص میں شک نہ تھا۔ مرحوم میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کی عملی تصویر تھے۔ درویش منش اور دیندار لوگوں سے محبت اور صحبت ان کی زندگی کا معمول اور طرہ امتیاز تھا۔ مولانا محمد ابراہیم سٹھالوی مولانا محمد زبیر جیسے لوگوں سے رشتہ داری کے انداز میں میل جول رکھتے، کوئی شخص دینی خدمات سرانجام دیتا تو اس کی حوصلہ افزائی فرماتے اور مالی تعاون بھی کرتے۔ حلقہ احباب میں اکثر علماء طلبہ اور دیندار لوگ شامل تھے، قرآن وحدیث کی تعلیم وتعلم سے ابتدا ہی سے واسطہ رہا۔ چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، مدرسہ دار القرآن والحدیث سے سند فراغت پائی، پھر کاروبار سے منسلک ہوگئے، لیکن دینی رابطہ قائم رکھا، دائمی مریض تھے، کاروباری مصروفیات اور اس سلسلے میں دور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود ہر سال رمضان المبارک میں قرآن مجید سناتے صبح کے وقت دوکان پر جانے سے قبل مدرسہ دار القرآن میں کئی سال تک سلسلہ تدریس جاری رکھا۔ ترجمۃ القرآن اور حدیث کے دو تین اسباق پڑھاتے رہے، راقم الحروف نے بھی مشکوۃ المصابیح ان سے پڑھی۔

<u>وفات:</u> حافظ صاحب کے آخری ایام جس انداز سے گزرے وہ قابل رشک تھے۔ قلیل عرصہ میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی جدوجہد، احباب ورشتہ داروں سے ملاقاتیں، محبت ورواداری کا انداز، تلاوت قرآن کی کثرت، پھر معروف گہما گہمی کی زندگی گزارتے ہوئے لمحوں میں پرواز کر گئے۔ وفات سے دوروز قبل کاروباری سلسلہ میں جھنگ ملتان، لودھراں کا طویل سفر کر کے 23 اپریل جمعۃ المبارک نماز عصر کے بعد گھر پہنچے اور بتایا کہ آج میں نے جمعۃ المبارک میاں چنوں کی جامع مسجد میں ادا کیا نماز مغرب کا وقت ہوا تو کہنے لگے آپ نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں جائیں مجھے تھکاوٹ ہے، چنانچہ نماز شروع کی دوران نماز روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگلی صبح 10 بجے فیصل آباد کے بڑے قبرستان میں مرحوم کی نماز جنازہ مولانا ارشاد الحق اثری نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی جس سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں سید محدث دیرووالویؒ کے جنازہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

مولانا عبدالحنان مدن پوری کو صدمہ

جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت حزن وملال کیساتھ پڑھی جائے گی کہ جماعت اہلحدیث کے معروف عالم دین مولانا عبدالحنان مدن پوری کے والد محترم 15-16 کی درمیانی شب کو فیصل آباد میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک سیرت، دیندار اور صوم صلوٰۃ کے پابند انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا ارشاد الحق اثری نے پڑھائی۔ جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی اور مرحوم کی مغفرت ودرجات بلندی کی دعا فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

آزادی یا پستی

عطا محمد جنجوعہ

یورپی اقوام میں چرچ کو بے حد قدر ومنزلت حاصل تھی۔ بادشاہ وقت بھی چرچ کے احکام کو سرکاری طور پر نافذ کرتا تھا اور عوام بھی بخوشی اس پر عمل کرتے تھے۔ لیکن انقلاب فرانس کے بعد پارلیمنٹ ہاؤس نے قانون سازی کے اختیارات سنبھال لیے۔ عوام کے منتخب نمائندوں نے یورپی ممالک کی اکثر پارلیمنٹ نے عوام کے پرزور مطالبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم جنس پرستی کی شادی کو جائز قرار دے دیا۔

انسانی تاریخ شاہد ہے کہ اس شیطانی فعل کی تائید کسی مذہبی وسیاسی تحریک نے نہیں کی۔ مزدک تحریک نے محرم رشتوں کے تقدس کو ضرور پامال کیا لیکن منڈابازی کی حمایت نہیں کی۔ البتہ جمہوری نظام نے آزادی کی نیلم پری کے نام پر لعنتی فعل کو قانونی طور پر جائز قرار دیا۔ یورپ میں دردر کی ٹھوکریں کھانے والے یہودیوں کے پرد ٹوکوں کی پیش قدمی کا نتیجہ ہے کہ چرچ کے ارکان نے الہامی تعلیم کو پس پشت ڈال کر رائے شماری کی بنیاد پر ہم جنس پرستی کی شادی کی توثیق کر دی۔

"سٹاک ہوم (اے پی پی) چرچ آف سویڈن نے ہم جنس پرستوں کی شادیوں کو جائز قرار دے دیا۔ گزشتہ روز چرچ آف سویڈن کے بورڈ کے اجلاس میں ہم جنس پرستوں کی شادی کو اجازت دینے کے لیے ایک قرارداد پر رائے شماری کی گئی جس کے حق میں ۶۲ کے مقابلے میں ۱۷۶ ووٹ آئے۔" [روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۴ اکتوبر ۲۰۰۹]

صہیونی تحریک چاہتی ہے کہ جس طرح صلیبیوں نے انجیل کے احکام کو دفن کر دیا اسی طرح مسلم دنیا سیاست، معیشت ومعاشرت میں قرآن وسنت کے احکام کو پس پشت ڈال دیں اور عوام کی مرضی وخواہشات کے مطابق اجتماعی معاملات میں قانون سازی کریں۔ لیکن جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان میں حدود وقیود کا نفاذ ہوا لیکن مشرف کے دور میں بہبود خواتین کے نام پر ان حدود کا انہدام ہو گیا مرد وعورت باہمی رضامندی سے جو چاہیں کریں ان پر قانون کا اطلاق نہ ہوگا۔ البتہ زبردستی کسی سے فعل سرزد کرنا جرم تصور ہوگا یہ قانون اس دور میں منظور ہوا جب اسمبلی میں دینی جماعتوں کے منتخب نمائندوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ لیکن منظور اس لیے ہوا کہ ارکان کی اکثریت نے اس کی حمایت کی۔ صہیونی تھنک ٹینک مطمئن ہوئے لیکن "ڈومور" کی تکرار قائم ہے وہ چاہتے ہیں کہ یورپ کی طرح مسلم دنیا خصوصاً پاکستان کا خاندانی نظام درہم برہم ہو جائے۔ اخلاق کا جنازہ نکال دیں اور شرم وحیاء کو دفن کر دیں۔ شریعت اسلامیہ میں شراب جو احرام ہے۔ پاکستان میں اس پر کوئی قدغن نہیں۔ سودی لین دین ممنوع ہے لیکن پاکستان میں قانونا جرم نہیں۔ اللہ نے جن امور کو حرام قرار دیا ہے حکومت پاکستان آئینی طور پر ان کو حرام تسلیم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پارلیمنٹ کے ارکان نے کثرت رائے کی بنیاد پر اس کو منظور نہیں کیا۔ صہیونی تنظیم چاہتی ہے جس طرح یورپی چرچ پارلیمنٹ کے ارکان کے فیصلوں کی تائید کر رہے ہیں مسلم دنیا خصوصاً پاکستان کے علماء قومی اسمبلی کے عوامی امنگوں کے فیصلوں کی توثیق کرتے رہیں۔ علماء حق کو دعوت فکر ہے کیا وہ رب کے نازل کردہ حلت وحرمت کے احکام میں ترمیم کرنے کے لیے تیار ہیں؟ فتویٰ جاری کرتے وقت کتاب وسنت کو مدنظر رکھیں یا عوام کی مرضی دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ اگر نہیں تو ایسے نظام میں شامل ہو کر باطل کو تقویت دینے سے اجتناب کریں کیونکہ یہ آزادی رائے کا اظہار نہیں بلکہ پستی کی انتہا ہے۔

<u>رب کے احکام میں ترمیم کا اختیار کسی کو نہیں:</u>

گزشتہ انبیائے کرام مخصوص قوم اور زمانے کے لیے مبعوث ہوئے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے تاج اور رحمۃ اللعالمین کے القاب سے نوازا۔ جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ومانطق عن الهوىٰ ٥ان هوالا وحي يوحى ٥﴾

"اور نہیں بولتا اپنے چاؤ سے، یہ تو حکم ہے جو پہنچتا ہے اس کو"

اس مبارک ہستی نے شہد نہ کھانے کی قسم اٹھالی تو اللہ سبحانہ نے فوراً وحی نازل فرمائی:

﴿يايها النبي لم تحرم مااحل الله لك﴾

"اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے"

[بقیہ صفحہ نمبر 4]

تبصرہ کتاب

ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

نام کتاب: مولانا عبدالوہاب محدث دہلویؒ اوران کا خاندان
مصنف: مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ
صفحات: 493
ناشر: مرکزی دار الامارت جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان (کراچی)
قیمت: 250 روپے بمع ڈاک خرچ
ملنے کا پتہ: مکتبہ ابو بیہ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی 021-32632692

مولانا عبدالوہاب محدث دہلویؒ اوران کا خاندان

برصغیر کی مذہبی تنظیمات میں جماعت غرباء اہل حدیث ایک معروف اور معتبر نام ہے۔اس جماعت کو بعض ایسے امتیازات حاصل ہیں جو دوسری کسی بھی مذہبی جماعت کو حاصل نہیں۔ مثلاً ....

1۔ یہ جماعت برصغیر کی سب سے قدیم جماعت ہے۔

2۔ جماعت کے سربراہ کو صدر یا امیر کی بجائے ''امام'' کہا جاتا ہے۔

3۔امام صاحب کا انتخاب کسی محدود و متعین عرصے کے لیے نہیں بلکہ تاحیات ہوتا ہے۔

4۔ جماعت کے ارکان امام صاحب کی با قاعدہ بیعت کرتے ہیں اوران کا ریکارڈ بھی محفوظ کیا جاتا ہے۔

5۔ جماعت کا مرکزی بیت المال قائم ہے، جس میں ارکان سے زکوۃ، صدقات اور تبرعات وصول کر کے ایک باقاعدہ نظام کے تحت ضرورت مند مسلمانوں کی مدد کی جاتی ہے۔

6۔ جماعت آرگن ''پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث'' بانوے سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ان کے علاوہ بھی اس کے کچھ امتیازات ہیں، ان سب کا استقصاء کرنا یہاں مقصود نہیں۔

اس مبارک جماعت کی تأسیس ۱۳۱۳ھ میں مولانا عبدالوہاب دہلویؒ (المتوفی: 1932ء) کے ہاتھوں ہوئی۔وہ اپنے دور کے معروف عالم دین اور مشہور واعظ ومحدث تھے۔آپ علمی طور پر انتہائی ثقہ، عزم صمیم کے مالک اور دلیرانہ مزاج رکھتے تھے۔ برصغیر پاک ہند میں جن خاندانوں کو ان کی دینی، علمی اور تبلیغی خدمات کے باعث شہرت دوام ملی ان میں غزنوی، لکھوی، روپڑی، کیلانی خاندان سرفہرست ہیں۔

مولانا عبدالوہاب دہلویؒ بھی اس لحاظ سے خوش قسمت ٹھہرے کہ آپ کی علمی وراثت اب آپ کی چوتھی نسل میں منتقل ہو رہی ہے۔آپ کے خاندان کے بہت سے افراد فضائے علم میں خوب خوب نمایاں ہوئے۔

مولانا عبدالوہابؒ چونکہ دہلوی کی نسبت سے معروف ہوئے۔ اس لیے آپ کے خاندان کو دہلوی خاندان کہا جاتا ہے یا عبدالوہاب کی نسبت سے وہابی خاندان کہنا بھی مناسب ہوگا۔مولانا عبدالوہابؒ اس جماعت کے مؤسس ہونے کی بناپر جماعت کے پہلے امیر منتخب ہوئے۔ امام عبدالرحمٰن صاحب سلفی اس وقت جماعت کے چوتھے امام ہیں۔اللہ انکی زندگی میں برکت فرمائے اوران سے دین کا زیادہ سے زیادہ کام لے

جماعت کے آئمہ اربعہ نیز دیگر عالی مرتبت اصحاب علم کی زندگیوں کا تعارف ،اوران کی علمی تگ وتاز سے واقفیت اور تعارف کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے برادر محترم مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کو، کہ انہوں نے ''مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی اور ان کا خاندان'' کے زیر عنوان ایک مفصل کتاب مرتب کردی ہے۔ جسمیں اس خاندان کے اصحاب علم، فضل کے سوانحی خاکے، ان کی تعلیمی، تدریسی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات پر تفصیل سے معلومات جمع کردی ہیں۔اللہ کے فضل سے سلفی صاحب ایک بہترین قلم کار ہیں۔آپ کی تحریر میں اس قدر روانی ہوتی ہے کہ آپ جب کسی شخصیت کا تذکرہ شروع کرتے ہیں تو ایسا دلکش انداز اختیار کرتے ہیں کہ قاری کسی مقام پر اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ مزید پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔بلاشبہ کتاب کی تصنیف وتدوین میں بہت زیادہ محنت کی گئی ہے اس پر لائق مصنف شکریے اور تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ان بزرگان عالی مقام کے احوال سے ہم لوگوں کو متعارف کرایا

کتاب کے آغاز میں مصنف کے قلم سے ''سخن ہائے گفتنی'' ہیں ۔ان کے بعد معروف سیرت وسوانح نگار ملک عبدالرشید عرقی نے ''کتاب اور صاحب کتاب'' کا شاندار انداز سے تعارف کرایا ہے۔ مولانا ادریس ہاشمی تقریظ لکھ کر شامل کتاب ہوئے۔

اردو مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ بھی ''حرف چند'' کے عنوان سے ایک تحریر لکھ کر کتاب میں رونق افروز ہیں۔الغرض کتاب از حد مفید اور معلوماتی ہے۔جس سے عوام خواص یکساں مستفید ہوسکتے ہیں۔پُرزور سفارش ہے کہ قارئین اس کتاب کا مطالعہ کر کے ضرور استفادہ کریں۔

☆.........☆.........☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون پرسنل (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

چلو چلو جامعہ اہلحدیث لاہور چلو

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور کے زیر اہتمام

اہلحدیث کانفرنس

تقریب صحیح بخاری شریف

16 جولائی 2010 جمعۃ المبارک

جمعہ سے لے کر رات گئے تک

حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد اسماعیل روپڑی

عبدالقادر روپڑی

مولانا جابر حسین

حافظ محمد جاوید روپڑی

حافظ عبدالغفار روپڑی

امیر جماعت اہلحدیث پاکستان

مولانا عبدالوہاب روپڑی

محمد یوسف راجووالی

مولانا نذیر احمد سبحانی

تاج دین

قاری طاہر اقبال

عبدالرشید اصغر

عبداللہ نثار

سیرۃ امام بخاری

درس بخاری شریف

مفتی عبیداللہ عفیف

حافظ عبدالرشید اظہر

حافظ عبدالوحید روپڑی

خطبہ جمعۃ المبارک

قاری عبدالرحیم کلیم

مولانا منظور احمد

عبدالمجید

عبدالحفیظ

سیف اللہ خالد

مولانا محمد شریف حصاروی

قاری عمران یوسف

محمد اسحاق

مولانا عبدالقادر

قاری محمد خالد مجاہد

میاں محمد جمیل

قاضی عبدالرشید

مولانا محمد داؤد ارشد

مولانا محمد یونس صدیقی

عبدالغفار

محمد رفیق

عبدالرحمن لدھیانوی

میاں محمد سلیم شاہد

نصراللہ

حفیظ اللہ

اعلان داخلہ

جامعہ ہذا کے تمام شعبوں میں داخلہ 10 شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا

دوران کانفرنس تربیتی کلاس کا مناظرہ ہو گا

شرکاء کیلئے کھانے کا انتظام بعد نماز مغرب تا عشاء ہو گا

درس نظامی سے فارغ ہونے والے طلباء

شعبہ حفظ سے امسال مکمل قرآن مجید حفظ کرنے والے طلباء

حافظ محمد جاوید روپڑی انتظامیہ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

042-7656730-042-7670968 فون 042-7659847 فیکس 0300-4583187